سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر 1

افضل اعمال کیا ہیں؟

عارف باللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا الشاہ جلیل احمد اخون صاحب مدظلہم

خلیفہ مجاز بیعت

عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

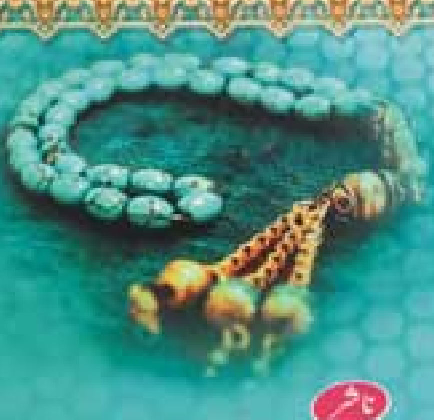

ناشر

خانقاہ اشرفیہ اختریہ جامع العلوم عیدگاہ، بہاولنگر

063-2272378

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ! اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیۡبَنَا وَشَفِیۡعَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعۡدُ!

وَاَعُوۡذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّانَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡوَاٰثَارَھُمۡ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡٓ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ.

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ.

میرے محترم بزرگواور دوستو!

افضل اعمال

افضل اعمال کیا ہیں؟ افضل عبادت کونسے اعمال ہیں؟ شیطان آدمی کو یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ بہت زیادہ روزے رکھو بہت زیادہ نفلیں پڑھو تب تم نیکی کرنے والے ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے تین اعمال کو افضل عبادت قرار دیا گیا ہے اور اس پر اہل علم اور اللہ والوں کا اتفاق ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ نام نہیں ہے دن کو روزے رکھنے کا اور رات کو قیام کرنے کا اور رات دن ان عبادات میں گزارنے کا بلکہ تقویٰ

نام ہے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں چھوڑنے کا اور اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ چیزیں ادا کرنے کا پھر اس کے بعد جس خیر کی توفیق ہوگی وہ خیر میں اضافہ کا سبب ہوگا۔

پہلا عمل

فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کو پورا کرنا اگر کوئی بندہ فرائض کو پورا کرتا ہے، واجبات کو پورا کرتا ہے، سنن مؤکدہ کو پورا کرتا ہے چاہے نفل نہیں پڑھتا لیکن فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کو پورا کرتا ہے مثلاً پانچوں نمازیں پڑھتا ہے رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے زکوٰۃ فرض ہے تو اس کو ادا کرتا ہے وتر کی واجب نماز پڑھتا ہے سنت مؤکدہ جو نمازوں کیساتھ ہے ان کو ادا کرتا ہے اگر ایک یہ عمل کوئی شخص کرتا ہے تو یہ ایک افضل عمل کر رہا ہے۔

دوسرا عمل

حرام کاموں سے اجتناب کرنا، جن چیزوں کو ہمارے رب نے حرام کر دیا ان کاموں کے قریب نہیں جاتا حرام کا ارتکاب نہیں کرتا، یہ آسان کام نہیں ہے ایک بندہ ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے تو یہ کام آسان ہو جاتا ہے لیکن نفس کے تقاضے کے سامنے آدمی ناکام ہو جاتا ہے ساری رات عبادت کر رہا ہے صبح کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رہا ہے گناہ میں مبتلا ہے نہ آنکھ بچی ہے نہ زبان بچی ہے اور نہ کان بچے ہوئے ہیں پھر گناہ کو سمجھتا بھی معمولی ہے۔

گناہوں میں ہلاکت در ہلاکت

گناہ تو خود بہت بڑی مصیبت ہے اور اس کو معمولی سمجھنا اس سے بڑی مصیبت ہے اور پھر اس گناہ پر اترانا اس سے بڑی مصیبت ہے اور پھر اس کی اپنی زبان سے اشاعت کرنا اس سے بڑی مصیبت ہے اور اس پر خوشی ومسرت کا اظہار کرنا سب سے بڑی ہلاکت ہے ایک گناہ کی وجہ سے بندہ اتنے بڑے بڑے گناہوں کے کام کر جاتا ہے جس کیوجہ سے اس کو جہنم کے آخری طبقے میں پہنچانے کا فیصلہ کر دیا جاتا

ہے گناہ پر ندامت محسوس نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

گناہ کا اظہار

اور گناہ کی اشاعت واظہار کرنے کا مقصد دوسرے کو دعوت گناہ دینا ہے سب سے بدترین انسان وہ ہے جوخود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہواور پھر دوسرے کو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی دعوت دے، کہ تو بھی یہ گناہ کراسی کو قرآن مجید نے بیان کیا۔ نکتب ماقدّموا واٰثارھم (الآیۃ۱۲، پارہ۲۲، سورۃ یٰسین) اللہ تعالیٰ فرماتے ہے! نکتب ماقدّموا ہم ان نیکیوں کولکھیں گے جوآ گے بھیج چکےاوران گناہوں کوبھی لکھیں گے جو یہ آ گے بھیج چکے ہیں۔

مرنے کے بعد گناہوں کے اثرات

واٰثارَھم اوران کےمرنے کے بعد جونیکیاں صدقہ جاریہ تھیں اور جن نیکیوں کا اثران کے مرنے کے بعد بھی رہا اور جو یہ برائیوں اور بدمعاشیوں کے اثرات دنیا میں چھوڑ کر گئے جب تک یہ اثرات دنیا میں باقی رہیں گےاس وقت تک ان کے کھاتے میں وہ نیکیاں یا گناہ بھی لکھے جائیں گے ایک وہ برائیاں اور بدمعاشیاں جواس نے زندگی میں کی تھیں دوسری وہ ایسی برائیاں کر گیا کہ مرنے کے بعد بھی ان برائیوں کے اثرات باقی رہ گئے تو جب تک ان پر عمل کرنے والے باقی رہیں گےاس وقت تک قبر میں ان لوگوں کی بدعملی کیوجہ سے اس کو سزا ملتی رہے گی یہ ہے نَکتب ماقدّموا وَاٰثارَھم ایک آدمی پچاس سال کی عمر میں مرجائے گااور قبر میں اس کو دوسوسال کی سزا ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا اے اللہ تعالیٰ مجھےتو پچاس سال عمر ملی تھی اور بالغ ہونے میں پندرہ سال لگ گئے تھے زیادہ سے زیادہ پینتیس سال میرے گناہ ہوں گے اے اللہ تعالیٰ تو پھر یہ دوسوسال کی سزا کیوں مل رہی ہےاللہ تعالیٰ فرمائیں گےاے بندہ تُو تو دنیا سے چلا آیا تھالیکن جن کوتو گناہوں کی دعوتیں دے کر آیا تھا جن کوتو بدمعاشیاں سکھلا کر آیا تھا انہوں نے وہ بدمعاشیاں اور

گناہوں کو آگے سکھایا یہاں تک کہ دو سو سال تک تیرے گناہوں کے اثرات سے لوگ دنیا میں گناہ کرتے رہے آج یہ سزا تجھے ان گناہوں کی مل رہی ہے جو تو دنیا میں چھوڑ آیا تھا یہ ہے **مَاقَدَّموا وَ اٰثارَھم** اس لئے فرماتے ہیں خوش نصیب ہے وہ ایک آدمی بھی کہ مرجائے تو اس کے گناہ وہیں پر ہی ختم ہو جائیں۔

بنی اسرائیل کے عابد کا قصّہ

بنی اسرائیل میں ایک آدمی بدعات میں مبتلا تھا اور دوسروں کو بھی بدعات کی دعوت دیتا تھا کسی اہل علم کے پاس بیٹھا تو اس کو حقیقت معلوم ہوئی کہ تمام باتیں غلط ہیں اب اس نے توبہ کرلی اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرنے لگا اب ہر وقت نیکی کرنے لگا۔اس زمانے کے پیغمبر علیہ السلام کو وحی آئی کہ اس شخص سے کہہ دو تو نے تو توبہ کرلی لیکن تیری دعوت سے جو بدعات میں مبتلا ہیں وہ بھی تو تیرے کھاتے میں ہیں ان کا کیا بنے گا۔

ایک نصیحت

میرے دوستو! آپ کو جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو کہ فلاں چیز کا شریعت میں کیا حکم ہے کبھی کسی کو مشورہ نہ دینا کبھی نہ کہنا کہ ہمارے آباؤاجداد ایسے کرتے آئے ہیں تم بھی یہ کام کرلو میری نصیحت کو یاد رکھنا کیونکہ آپ کو تو اپنے گناہ کی سزا ملے گی لیکن جو دعوت بدعات کی آپ دیں گے اس کی سزا الگ ملے گی اور بدعات تو ایسا جرم ہے کہ جس سے انسان توبہ بھی نہیں کرتا،لہٰذا جس چیز کے بارے میں آپ کو علم نہ ہو تو علماء کی طرف رجوع کرو،اگر آپ سے کوئی سوال کرلے تو فوراً اس کو علماء کے حوالے کریں علماء سے جا کر استفسار کریں کبھی ایسا مشورہ نہ دیں کہ ہمارے بڑے تو یہ کام کرتے آئے ہیں لہٰذا آپ بھی یہ کریں میرے دوست! ایسا مشورہ دے کر ہمیشہ کیلئے قبر میں پھنس جاؤ گے۔

گناہ پر اترانا

بعض حضرات گناہ کر کے اتراتے ہیں کہ آج تو ہم نے زبردست

ٹھگی مار لی ہے کیسا چکر دیا ہے کہ آج تو ہم نے اس سیدھے سادھے دیہاتی کو لوٹ ہی لیا آج تو ہماری اچھی دہاڑی بن گئی توبہ، توبہ! تجھے کیا پتہ اس وقت غضب الٰہی کا پنجہ تیرے سر کے اوپر ہے اگر اللہ تعالیٰ کا کرم نہ ہوتا تو تجھے اسی وقت کھینچ کر جہنم میں پہنچا دیتا اتنا عظیم جرم کر کے اس پر اترا کر خوشی و مسرت کا اظہار بھی کر رہا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا اللہ تعالیٰ کے سامنے اس آدمی کو پیش کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو نگاہ ہیبت سے دیکھا اسی وقت اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا اور گالوں کا گوشت زمین پر گر گیا جس کی وجہ سے اندر کی ہڈیاں نظر آنے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے ایک مرتبہ ایک حسین نوجوان کو غور سے دیکھا تھا کیا تو وہ نظر بھول گیا میں نہیں بھولا تیری وہ نظر صحیح نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس بندے کو معاف فرما دیا۔

حسین لڑکوں کو دیکھنا

اس لیے فرماتے ہیں جس طرح غیر محرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح حسین لڑکوں کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے! **لاتنظروا الی المردان فان فیھم لمعتۃ من الحور (احادیث التصوف) لا تنظروا الی المردان** امردوں کی طرف مت دیکھو **فَاِنَّ فِیھِم لَمَعۃً مِنَ الْحُور** آزمائش کیلئے ان کے چہروں پر حوروں والی چمک ڈال دی جاتی ہے۔

بدترین گناہ

اس لئے تین گناہوں کو سب سے بدترین قرار دیا گیا ہے۔

(۱)۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔
(۲)۔ مرد کا مرد کیساتھ بدکاری کرنا۔
(۳)۔ عورت کا عورت کیساتھ بدکاری کرنا۔

یہ تین جرم جب زمین پر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہلنے لگتا ہے کہ ابھی زمین پر گر پڑے گا۔

قوم لوط پر عذاب الٰہی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت ساری داستانیں ذکر فرمائی ہیں اس میں شرک کرنے والوں کی داستانیں بھی ہیں زناکاروں کی داستانیں بھی ہیں کفر کرنے والوں کی داستانیں بھی ہیں انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنے والے قاتلوں کی داستانیں بھی ہیں لیکن جس طرح کی سزا کا تذکرہ قوم لوط کا ہے پورے قرآن میں ایسا تذکرہ کسی قوم کا نہیں ہے **فجعلنا عالیها سافلها** (الآیۃ۷۴، سورۃ حجر، پارہ۱۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو الٹ دیا ان کے اوپر کو نیچے اور ان کے نیچے کو اوپر کردیا پچاس میل پر پھیلی ہوئی ان سدّوم کی سات بستیوں کو جبرائیل علیہ السلام اپنے ہاتھ پر اٹھا کر جب پہلے آسمان کے قریب لے گئے تو وہاں کے فرشتوں نے لوگوں کی رونے کی آوازیں سنیں گدھوں اور مرغوں کی چیخنے کی آوازیں سنیں وہیں سے اس کو الٹا کر کے نیچے گرادیا۔

عزرائیل علیہ السلام کو نہ بھیجنے کی حکمت

اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان سزا دینے والے فرشتوں میں عزرائیل علیہ السلام نہیں آئے تھے جبرائیل علیہ السلام آئے تھے میکائیل علیہ السلام آئے تھے اسرافیل علیہ السلام آئے تھے عزرائیل علیہ السلام کو نہیں بھیجا گیا کیونکہ ان لوگوں کو فوراً موت دینا مقصد نہیں تھا ان کو سزا دینا مقصد تھا پتہ نہیں کتنے زمانے تک وہ لوگ نیچے رگڑے کھاتے رہے پھر جا کر ان کو موت آئی تھی تو عزرائیل علیہ السلام کو نہیں بھیجا تھا کیونکہ موت نہیں دینا تھا ابھی ان کو رگڑا دینا تھا کہ رگڑا کھائیں ہزار موتوں کا مزا

چکھیں اس کے بعد ان کو موت دی جائیگی **فجعلنا عالیہا سافلھا** (الآیۃ۷۴، سورۃ حجر، پارہ۱۴) اسی پر بس نہیں کیا **وامطرنا علیھم حجارۃ من سِجیل** (الآیۃ۷۴، سورۃ حجر، پارہ۱۴) ہم نے ان پر نامزد پتھر برسائے اور اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن مجید میں سرکار دو عالم ﷺ کی عمر کی قسم کہیں بھی نہیں کھائی یہاں پر کھائی ہے **لَعَمرُک** اے میرے حبیب تیرے عمر کی قسم **اِنَّھُم لَفِی سَکرَتھم یَعمَھُون** (الآیۃ۷۲، سورۃ حجر، پارہ۱۴) کہ وہ اپنے نشہ میں سرگرداں ہیں ان کو ذرا بھی ہوش نہیں خدا کی کیسے نافرمانی کر رہے ہیں تیری عمر کی قسم ایسی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کسی مقام پر بھی نہیں کھائی جیسے کہ قوم لوط کے تذکرہ کے مقام پر اپنے حبیب کی قسم کھائی ہے **لَعَمرُک** یہ نشہ ہے ایسا جرم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **فجعلنا عالیھا سافلھا** ہم نے ان کو الٹا کر دیا۔

شیطان کی تسکین

اس لئے کہتے ہیں کہ جب بھی روئے زمین پر کہیں ایسی نیکی کی جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے شیطان کو بہت تکلیف ہوتی ہو مثلاً عیدین کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں شیطان کو بہت تکلیف ہوتی ہے اس لئے کہ اس دن سب کی معافی ہوجاتی ہے انعامات تقسیم ہوتے ہیں، حج ہوتا ہے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ پچاس پچاس سال کے گناہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ایک لمحے میں ایسے بنا دیتے ہیں کہ جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو اس وقت شیطان اس تکلیف کے مداوا کیلئے سیدھا قوم لوط کی بستیوں میں جاتا ہے ان کو دیکھ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرتا ہے کہ یہ لوگ بھی انہی کی برادری تھی دیکھو میں نے ان لوگوں کو کیسے مروایا۔

بحر مردار کے نام سے آج اردن میں ایک سمندر ہے جس کو (**Dead Sea**) کہا جاتا ہے جس میں کوئی بھی چیز زندہ نہیں رہتی ہے اسی لئے اس کو بحر مردار کہا جاتا ہے آپ باہر سے مچھلی یا کیڑا وغیرہ لیجا کر اس میں ڈال دیں فوراً مر جاتا ہے کوئی بھی چیز زندہ نہیں رہتی، یہ بحر مردار اسی مقام پر ہے جہاں ان کی بستیاں آباد تھیں

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سدوم کی بستیوں کو نیچے سے اٹھایا تو وہاں سے پانی نکل آیا تھا آج بھی اس پانی پر عذاب کے اثرات باقی ہیں کہ کوئی بھی چیز زندہ نہیں رہتی حالانکہ پچاس میل لمبا اور پندرہ میل چوڑا یہ سمندر ہے لیکن اس کے اندر آپ کو ایک چھوٹا سا کیڑا بھی نہیں ملے گا۔

حسین چہروں سے اجتناب

اس لئے فرماتے ہیں کہ ہر وہ چہرہ جس کو دیکھنے سے قلب میں تشویش پیدا ہو اسکو دیکھنا حرام ہے یاد رکھئے یہ تو فساد کا زمانہ ہے پہلے تو بے ریش کا دیکھنا حرام تھا اب تو ہلکی داڑھی والے بھی جس کے چہرے کی نمکینی انسان کو گناہ کی طرف مائل کر دیتی ہو اس کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

تقویٰ ایک مشکل سبق

سن لو تقویٰ کا نام ہی سنتے ہو عمل کر کے دیکھو گے تو پتہ چلے گا کہ سب سے مشکل سبق یہی ہے آج کل تو ہر کوئی جو پانچ وقت نماز پڑھ لے اور داڑھی رکھ لے اپنے آپ کو متقی سمجھتا ہے، جناب! ہم متقی ہیں ہم بڑے پاکباز ہیں ہم نہ ڈاکہ مارتے ہیں اور نہ چوری کرتے ہیں ہم تو کچھ بھی نہیں کرتے پھر ہم پر یہ مصیبتیں کیوں آئی ہیں جب اس کی ذرا روحانی تفتیش کی جاتی ہے تو پھر کہتے ہیں ایسے تو بہت گناہ ہوتے ہیں۔

بدنظری کی لعنت

میرے محترم دوستو! آج لوگ خوبصورت لڑکوں اور لڑکیوں پر بُری نظریں ڈالتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ شاید یہ لڑکی آئندہ جا کر اللہ تعالیٰ کی ولیہ بننے والی ہو، یہ لڑکا اللہ تعالیٰ کا ولی بننے والا ہو آج تو اللہ تعالیٰ کے ولی پر بری نظر ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ کی ولیہ پر بری نظر ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو کہ یہ لڑکا آگے جا کر اسکا دوست اور مقرب بننے والا ہو، اور یہ لڑکی اسکی برگزیدہ بندی بننے والی ہو اور تو اسکے بارے میں گناہ کی اسکیمیں بنا رہا ہے بتاؤ تمہاری بہن یا بیٹی کو کوئی بری نظر سے دیکھے

تمہارا دل چاہتا ہے کہ اس کی گردن توڑ دیں، اس کو گولی مار دیں، میرے دوستو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ غیرت مند ذات میری ہے اس کے بعد سرکاردوعالمﷺ کی ذات غیرت مند ہے پھر مؤمن غیرت مند ہے تو جو ذات سب سے زیادہ غیرت مند ہے اس کے دوست اور مقربین بندوں اور بندیوں کی طرف بُری نگاہوں سے دیکھو گے تو بتاؤ خدا کے غضب کے نیچے آؤ گے یا نہیں وہ لکھ لیتے ہیں کہ اس نے کیا جرم کیا ہے۔

ایک گناہ پر کئی گناہ

اس لئے کہتے ہیں کہ گناہ تو ایک ہوتا ہے لیکن اس گناہ کے ساتھ کتنے گناہ اور کر لیتے ہیں اس میں ایک اظہار گناہ ہے کہتے ہیں اظہار گناہ گناہ سے بدتر ہے لوگوں کے سامنے اعلان کر رہا ہے کہ میں نے آج یہ گناہ کیا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ نہیں کر سکا تو پچھتا رہا ہے کہ موقع ہاتھ سے نکل گیا ورنہ آج مزہ بڑا آنا تھا توبہ! توبہ!

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن چار قسم کے آدمی ہوں گے۔

(۱) ایک گروہ وہ ہوگا جو بڑے نیک تھے اللہ والے تھے اللہ تعالیٰ کو انہوں نے راضی کیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ میرے بندو جنت میں چلے جاؤ۔

(۲) دوسرے نمبر پر وہ لوگ ہوں گے جو کمزور تھے ذرا پیچھے تھے لیکن نیکیوں کی تمنّا رکھتے تھے کاش ہم ایسے نیک ہوجاتے کاش ہم بھی ایسے متقی ہوجاتے کاش ہم بھی اللہ والے ہوجاتے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے کاش کاش کر کے اپنے دل کو پاش پاش کیا تھا تم کو اس تمنّا کیوجہ سے ان اللہ والوں کے ساتھ جنت میں بھیجتا ہوں۔

(۳) تیسرے نمبر پر وہ لوگ ہوں گے جو بدمعاشیاں کرتے تھے دنیا بھر کی برائیوں میں مبتلا رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ان کو جہنم کے فلاں طبقے میں ڈال دو۔

(۴) اور چوتھے وہ لوگ ہوں گے جو گناہ تو نہیں کر سکے لیکن وہ تمنّا کرتے تھے کہ ہمارا بس چلتا تو ہم بھی ان کی طرح عیاشیاں کرتے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ان کو بھی ان کے

ساتھ جہنّم کے اس طبقے میں پہنچادو کیونکہ تمنّا تو ان کی بھی تھی ان کا بس نہ چلا اگر بس چلتا تو یہ بھی یہی کر کے دکھاتے۔

بدنصیب انسان

اس لئے کہتے ہیں کہ بدنصیب انسان وہ ہے جو گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے غافل ہے اللہ تعالیٰ سزا بھی مختلف طریقے سے دیتے ہیں کبھی اس آدمی پر مصیبت ڈالتے ہیں کبھی اس کے دل پر کبھی اس کے مال واولاد پر کبھی اس کے کاروبار پر کبھی اس کے متعلقین پر مشکل ڈال کر اس انسان کو مبتلا کرتے ہیں تاکہ پچھلا گناہ معاف ہو جائے اور آئندہ ہوش میں آجائے اور اگر اللہ تعالیٰ کا غصّہ بہت زیادہ ہو کہ اس بندے کو برے طریقے سے رگڑنا ہے تو اس کی سزا آخرت تک مؤخر کر دیتے ہیں کیونکہ دنیا محدود ہے تو یہاں کی سزا بھی بہت چھوٹی اور محدود ہے اور آخرت بڑی ہے وہاں سزا بھی بڑی ہو جائے گی اور جس کی سزا اللہ تعالیٰ آخرت میں مؤخر کر دے بس اس کا بہت برا حال ہوگا۔

مکافاتِ عمل

اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر علیہ السلام پہاڑ پر بیٹھے اللہ اللہ کر رہے تھے اور پہاڑ کے نیچے چشمے پر ایک گھڑسوار آکر پانی پینے لگا جاتے وقت وہ ایک تھیلی بھول گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ تھیلی ایک مچھیرا اٹھا کر لے گیا اب کچھ دیر کے بعد گھڑسوار واپس آیا لیکن تھیلی وہاں پر نہیں تھی قریب میں ایک دھوبی کپڑے دھو رہا تھا گھڑسوار نے دھوبی سے کہا کہ تو نے میری تھیلی اٹھائی ہے لہٰذا واپس کر دے دھوبی نے قسم کھا کر لاعلمی کا اظہار کیا گھڑسوار نے طیش میں آکر اس دھوبی کا سر قلم کر دیا اور چلتا بنا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام کو موقع ہی نہ ملا کہ حقیقت واضح کر دیتے دل میں بڑا صدمہ اور دکھ ہوا کہ تھیلی کسی اور نے اٹھائی ہے اور قتل ناحق دھوبی ہو گیا اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگے اللہ تعالیٰ تو اپنے حکمتوں کو اچھی طرح جانتا ہے مجھے تو علم نہیں ہے لیکن یہ قصّہ

میری سمجھ میں نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس گھڑ سوار نے یہ اشرفیوں کی تھیلی مچھیرے کے باپ کی دبائی تھی لہٰذا میں نے مال اصلی وارث تک پہنچا دیا اور یہ گھڑ سوار انتہائی پرلے درجے کا بدمعاش تھا لیکن اس کے کھاتے میں ایک نیکی پڑی تھی میں نہیں چاہتا تھا کہ آخرت میں یہ اس نیکی کا مطالبہ کرے اور یہ دھوبی میرا پیارا بندہ تھا لیکن اس کے کھاتے میں ایک جرم لکھا ہوا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کے جرم کی وجہ سے فرشتے اس پر دعویٰ کردیں کہ اس کے نامۂ اعمال میں برائی لکھی ہے تو میں نے اس کو سزا دے دی کہ دنیا کے اندر ہی نمٹ جائے جب میرے پاس آئے تو شاداں وفرحاں آئے اور یہ بدمعاش آئے تو سیدھا جہنّم میں چلا جائے، کہتے ہیں کہ آخرت میں مؤخر کردینے کا مطلب سزا کو بڑا کردینا ہے کیونکہ وہ بڑا عالم ہے تو بڑے عالم میں سزا بھی بڑی ہوگی دنیا میں ہمارا جسم چھ فٹ پانچ فٹ کا ہوتا ہے لیکن آخرت میں ایک ایک کافر کا جسم احد پہاڑ کے برابر کردیا جائے گا تاکہ سزا بڑی ملے اور تکلیف بھی زیادہ ہو۔

ایمان کا سورج

کہتے ہیں کہ ایمان قلب کے اندر سورج کی مانند روشن ہوتا ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں ہمیں ہر چیز صاف نظر آتی ہے کہ فلاں چیز فائدے کی ہے اور فلاں چیز نقصان دہ ہے جب ایمان کا سورج قلب میں طلوع ہوتا ہے تو آدمی کبھی بھی گمراہ نہیں ہوتا اس کو نظر آتا ہے کہ فلاں راستہ گمراہی کا ہے اور یہ راستہ ہدایت کا ہے یہ قلب کا سورج اس کے راستے کو روشن کرتا رہتا ہے لیکن جب آدمی گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے پھر کیا ہوتا ہے کہ جس طرح سورج کے سامنے بادل آکر اس کی روشنی کو ماند کردیتے ہیں بالکل اسی طرح گناہ کرنے سے انسان کے قلب سے سیاہ رنگ کا دھواں اٹھتا ہے اور آہستہ آہستہ ایمان کے سورج کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے اب اس کو صحیح راستہ نظر نہیں آتا پھر یہ آدمی گمراہ ہوجاتا ہے اب یہ آدمی گناہ پر گناہ کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ احساس ختم ہوجاتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ فرشتہ جو عرش کے نیچے مہر لے کر بیٹھا ہوا ہے اس کو حکم ہوتا ہے کہ اس بندے کے قلب کے پاس جاؤ جتنی

گندگی ہے اس کو اندر کر کے اوپر مہر لگا دو، اب یہ گندگیاں نہ اندر سے نکل سکتی ہیں اور نہ ہی باہر سے کوئی خیر اندر جا سکتی ہے لیکن اگر مہر لگنے سے پہلے وہ آدمی اللہ تعالیٰ سے اپنی خطاؤں اور گناہوں پر نادم ہو کر آنسو بہا بہا کر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس دھواں کو ہٹا دیتے ہیں پھر سے قلب روشن ہو جاتا ہے اسی نور کے سہارے آدمی زندگی گزارتا ہے اور کامیاب رہتا ہے۔

خیر و شر کا معیار

اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اگر توبہ نہیں کرتا تو جتنی چیزیں اس کو پیش آئیں ان سب کو سزا سمجھے اگر رزق میں فراوانی ہے تب بھی سزا ہے کیونکہ رزق تو اللہ تعالیٰ کافروں اور جانوروں کو بھی دیتا ہے شاید اس کو بکرے کی طرح موٹا کر کے قربانی لگائی جائے گی اگر اس پر تکلیف آ رہی ہے تب بھی سزا ہے عزت مل رہی ہے تب بھی سزا ہے ذلت مل رہی ہے تب بھی سزا ہے یہ سب اس کو سزا دینے کیلئے کیا جا رہا ہے اگر نیکی کرنے کے بعد یا توبہ کرنے کے بعد کشادگی رزق آ رہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اگر تنگی آ رہی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھے کیونکہ اسی تنگی میں اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی اور خوش ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پیٹ پر پتھر باندھے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے خوش تھے اس لئے کہتے ہیں کہ مال و دولت کی کثرت اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے یہ معیار نہیں ہے کہ مال و دولت میں بڑی فراخی ہے بڑا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ ایک لطیفہ مشہور ہے۔

لطیفہ

ایک آدمی نے سود کے مال سے مکان بنایا تھا اوپر لکھوا دیا **ھذا من فضل ربی** یہ میرے رب کا فضل ہے تو شیطان رو رہا تھا شیطان سے کسی نے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے کہنے لگا عجیب بات ہے محنت میری نام اللہ تعالیٰ کا لکھوا دیا حالانکہ ساری

میری محنت ہے اسکو سود پر لگایا پھر اس نے سود کے مال سے مکان بنایا تو لکھنا چاہئے تھا هذا من فضل الشیطان یہ سارا شیطان کا فضل ہے کام سب میں نے کیا اور نام اللہ تعالیٰ کا لکھ دیا میں نہ روؤں تو کیا کروں۔

اللہ تعالیٰ کی ڈھیل

اس لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے انسان کو اگر خیر پیش آتی ہے تو یاد رکھو یہ استدراج ہے ڈھیل دی جارہی ہے پھر کسی خاص موقع پر اللہ تعالیٰ اس انسان کو پکڑیں گے وہ سزا سے بچ نہیں سکتا نکتب ماقدموا واثارھم اللہ تعالیٰ لکھ رہے ہیں کہ یہ انسان کیا کررہا ہے مرنے کے بعد بھی اس گناہ کے آثار ہیں تو لکھ رہے ہیں۔

سیئہ جاریہ

آج ہم گھروں میں اپنے بچوں کو گناہوں کے ایسے ایسے راستے دے کر جارہے ہیں جس کا ہمیں احساس تک نہیں ہے گھروں میں جا کر انٹرویو کریں کہ جو وی سی آر اور ٹی وی جس پر تم فلمیں دیکھتے ہو یہ کس نے خریدا ہے کہتے ہیں ہمارے نانا جان نے لے کر دیا ہے یا دادا جان امیر تھے ہم تو ایسے غریب ہیں دادا جان نے کہا یہ میرے پوتے ہیں ان کیلئے ایک رنگین ٹی وی لے کر دوں گا یہ دادا جان کی نشانی ہے اب دادا جان قبرستان میں پہنچے ہوئے ہیں پوتے یہاں ٹی وی دیکھ کر حرام مزے لے رہے ہیں اور وہاں قبرستان میں دادا جان کی کھوپڑی پر کھٹا کھٹ جوتے پڑ رہے ہیں۔
ذرا غور کیجئے! آج ہم اپنے بچوں کی ایسی فرمائشیں پوری کرتے ہیں جو ہمارے لئے دنیا وآخرت میں وبال اور عذاب کا ذریعہ بنتی ہیں۔

میرے دوستو! عبرت کی نگاہ سے تبدیلی لانے کی کوشش کرو، کیا کررہے ہو کہاں جارہے ہو، اپنی ذات تک کا جرم ہوتا تو ایک بات تھی بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جرم ہو تو اللہ تعالیٰ معاف بھی کردیتے ہیں لیکن ایسا جرم جو بندہ پیچھے سیئہ جاریہ کے طور پر چھوڑ جائے جس کی وجہ سے علی الاعلان خدا کو ناراض کیا جارہا ہو۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دور میں گلیوں سے لوگ گزرتے تھے تو گھروں سے تلاوت قرآن کی آوازیں آتی تھی لیکن آج گلیوں سے گزرتے ہیں تو گھروں سے گانے کی آوازیں آتی ہیں ٹی وی چل رہے ہوتے ہیں ان سے پوچھو یہ ٹی وی اور بڑے بڑے بڑے ڈیک کس نے لاکر دیئے ہیں تو بڑے فخریہ انداز میں جواب ملتا ہے جناب میرے والد صاحب سعودیہ سے واپس آتے وقت لائے تھے میرے والد صاحب نے پانچ حج بھی کئے ہیں ابا جان قبر میں پہنچے ہوئے ہیں اور خوب جوتے پڑ رہے ہیں جن کی خاطر دنیا میں محنت و مشقت کر کے اپنے راحتوں کو قربان کر کے آسائشیں مہیا کی تھی اسی اولاد کو غلط راستے پر لگایا تو مرنے کے بعد بھی وبال جان بن گئے اور بہت سے تو زندگی میں وبال جان بن جاتے ہیں اور ماں باپ کے مرنے کا انتظار کرتے ہیں۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

ابونصر سحر بن مہدی کہتے ہیں کہ بصرہ میں ایک بہت امیر آدمی تھا اس کی بہت تمنا تھی کہ اس کے لڑکا پیدا ہو اور اس کی اس آدمی نے بہت سے نذریں مانیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک بیٹا دیدیا اس نے بہت خوشیاں منائیں اور اپنا مقصد حیات اس کی تعلیم و تربیت کو بنالیا اور اس کو ہر وقت اس کے علاوہ کسی اور شے کی فکر نہ ہوتی تھی وہ اس کے ہر جائز و ناجائز مطالبے پورے کرنے لگا ایک دن وہ گھر میں بیٹھا تھا کہ اچانک پیچھے سے کسی نے اسے خنجر مارا جو اس کے پیٹ کی طرف سے نکل آیا تو وہ زور سے چیخا اور اپنے بیٹے کو آواز دی بیٹے کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا وہ دوبارہ چیخا پھر اس نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو خنجر مارنے والا اس کا بیٹا تھا اس آدمی نے مرنے سے پہلے تین کلمات کہے **لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ،استغفر اللہ اور صدق اللہ** ۔ لاالہ الااللہ تو اس لیے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ سے ایمان کے ساتھ ملاقات ہو اور استغفار اس بات پر پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے ڈرایا تھا لیکن زندگی میں ہوش نہ آیا اور صدق اللہ اس بات پر پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِینَ ءَامَنُوٓا إِنَّ مِنۡ

اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّ الَّكُمْ فَا حْذَرُوْهُمْ" (اے ایمان والو بے شک تمہارے بیویوں اور اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ڈرو) مرتے ہوئے اس نے وہ تمام کلمات جمع کر دیئے جس کا وہ زندگی اور موت کے وقت محتاج تھا۔

ماں باپ کا حق

سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک نوجوان اپنے باپ کو پیٹھ پر اٹھائے ہوئے حاضر ہوا آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ چل نہیں سکتا پیٹھ پر لاد کر اس کو لئے پھرتا ہوں صاحب فراش ہے اپنے ہاتھ سے اس کے بستر کو دھوتا ہوں استنجاء کراتا ہوں اس کو نہلاتا ہوں بچپن میں میری ماں فوت ہوگئی تھی میری تمام خدمت میرے باپ نے کی تھی بچپن میں جس طرح روٹی کو چبا کے میرے منہ میں ڈالتا تھا اسی طرح میرے باپ کے بھی دانت نہ ہونے کی وجہ سے میں بھی روٹی کو نرم کر کے اپنے باپ کو کھلاتا ہوں جس انداز سے مجھے پالا تھا بالکل اسی طریقے سے خدمت کر رہا ہوں اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کیا میں نے باپ کا حق ادا کر دیا آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں اس نے حیرت سے کہا ابھی بھی نہیں؟ کہا کہ نہیں اس نے سوال کیا کیوں؟ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا جب تیرا باپ تیری خدمت کرتا تھا تو ساتھ تیری درازئ عمر کیلئے دعائیں کرتا تھا اور تو ہر وقت دل میں یہ سوچتا ہے کہ پتہ نہیں بابا آج جاتا ہے یا کل جاتا ہے چار دن خدمت ہی کر لوں تیری اور اس کی نیت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے وہ صحابی یہ سن کر زار و قطار رونے لگے۔

دوستو! جن اولادوں کی خاطر تم مرتے ہو ان کی تمنائیں کیا ہیں؟ اوروں سے جا کے پوچھو تو تمھاری اولاد تمھارے بارے میں کیا تمنا رکھتے ہیں؟ ان کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رہے ہو ایسے آثار چھوڑ کر جا رہے ہو کہ تمھارے مرنے کے بعد وہ گناہ کرتے رہیں سو سو دو دو سو سال تک گناہ چل رہے ہیں بندہ قبر میں پڑا ہوا ہے اور گناہ باہر سے آ رہے ہیں آج یہ گناہ کھاتے میں آ رہا ہے آج فلاں گناہ کی سزا مل رہی ہے۔

ہمارے یہاں ماں باپ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے کیس لاتے ہیں کہ اللہ، اللہ کردو لیکن پیچھے سب فساد ہے، ہم نے اپنی عزتیں داؤپر لگادی ہیں اپنی اولادوں کو گناہ میں مبتلا کرکے ہماری عزتیں داؤپر لگ گئی ہے چکر یہ ہوتا ہے کہ گناہ میں مبتلا ہے پھر اس کی سزا مل رہی ہوتی ہے۔

احمد الیتیم کا قصّہ

مجھے ایک واقعہ یاد آیا احمد طالون مصر کا بادشاہ گزرا ہے اس کو کسی جگہ سے ایک بچہ ملا تھا احمد الیتیم اس کا نام تھا، کہتے ہیں بہت ہی زیادہ ذہین، ذکی اور نیک طبیعت کا تھا اللہ والوں کے پاس آتا جاتا تھا اس میں نیکی اور دیانتداری تھی جب احمد طالون مرا تو اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ اس کا بہت خیال رکھنا اور اس کو اپنا بھائی سمجھنا خیر نئے بادشاہ نے دیکھا کہ بہت ہی نیک ہے تو گھر کے خاص معاملات کے کام بھی لیتا تھا ایک دن کہا کہ میرے کمرے میں سرہانے کے قریب ایک موتی رکھا ہوا ہے وہ ذرا لے کر آؤ وہ جب کمرے میں گیا تو وہاں بادشاہ کی خاص لونڈی ایک غلام کیساتھ گناہ میں مبتلا تھی غلام تو فوراً بھاگ گیا اور لونڈی فوراً پاؤں میں پڑ گئی اور کہنے لگی آپ بھی مجھ سے یہ گناہ کرلیں لیکن میری شکایت نہ کرنا، یہ تو اللہ والوں کا صحبت یافتہ تھا، اس نے کہا توبہ! توبہ! میں اپنے محسن کیساتھ خیانت کروں اس کا باپ بھی میرا محسن تھا اور بادشاہ بھی میرا محسن ہے لیکن اس نے ستّاری کی اور جرم کو چھپایا کیونکہ جرم کی اشاعت بہت بڑا جرم ہے آج اگر ہمیں کسی مسلمان کا عیب معلوم ہوجائے تو ہم بڑے خوش ہوتے ہیں، آسمان پر اس کے عیب کے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ یادرکھو، یہ بہت خطرناک ہے، اس لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے! جو مسلمان کسی مسلمان کی ستّاری کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستّاری کرے گا۔

احمد الیتیم نے ستّاری کی اب لونڈی کو ڈر بھی ہے کہ کہیں میری شکایت نہ کر دے جب دیکھا کہ بادشاہ کا روّیہ نہیں بدلا تو کچھ اطمینان ہوا، اب بادشاہوں کا مزاج ہے کہ ایک سے زائد شادیاں کرتے ہیں بادشاہ نے بھی دوسری شادی کرلی جب

شادی کرلی تو نئی بیوی پر توجّہ دینا شروع کردیا اب لونڈی یہ سمجھی کہ احمد الیتیم نے شکایت لگائی ہوگی جسکی وجہ سے بادشاہ نے دوسری شادی کرلی ہے اب لونڈی نے عہد کرلیا کہ احمد الیتیم سے بدلہ لوں گی ایک دن روتی پیٹتی کپڑے پھٹے ہوئے بادشاہ کے پاس آئی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا، لونڈی نے کہا کہ اس احمد الیتیم نے میری عزت لوٹنے کی کوشش کی ہے اب بادشاہ کوایک دم طیش آیا قریب تھا کہ اسی وقت ہی احمد کا سر قلم کردیتا لیکن کچھ دیر کیلئے رک گیا سوچا مناسب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کے بجائے کسی اور سے کرواؤں اب احمد کو پتہ بھی نہیں کیا کہانی ہے بادشاہ نے اپنا ایک غلام بلوایا اس سے کہا جو آدمی بھی تیرے پاس طشت لے کرآئے اور یہ کہے کہ اس کو مشک سے بھردو تو فوراً اس کی گردن کاٹ کر اس کا سر اس میں رکھ کے مجھے بھیج دینا۔اب بادشاہ دربار میں بیٹھا ہے مجلس لگی ہوئی ہے بادشاہ نے احمد کو بلوایا اور ایک خالی طشت دے کر کہا کہ فلاں غلام کے پاس جاکر کہو کہ اس طشت کو مشک سے بھردو، ابھی بھی اس کہانی سے احمد بے خبر ہے وہ طشت لے کر دربار سے باہر نکلا تو دیکھا ایک وفد بادشاہ سے ملنے کے غرض سے انتظار میں ہے انہوں نے احمد کو روک لیا کیونکہ وہ بادشاہ کا بھائی سمجھا جاتا تھا انھوں نے کہا کہ ہمارا ایک مسئلہ ہے آپ ذرا ہمیں بادشاہ سے ملا دیجئے، احمد نے معذرت کی لیکن انھوں نے اصرار کیا کہ آپ ہماری بات سن لیں یہ کام کسی اور کے ذمے لگادیں احمد نے دیکھا کہ وہی غلام جو بادشاہ کی حرم کے ساتھ بدکاری میں مشغول تھا قریب سے گزرنے لگا تو احمد نے خالی طشت اس کو دے کر کہا کہ فلاں غلام کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ بادشاہ نے اس طشت کو مشک سے بھر دینے کیلئے کہا ہے میں یہاں پر تیرا انتظار کر رہا ہوں اس کے بعد وہ ان کی بات سننے لگ گیا اتنی دیر میں دیکھا کہ ایک اور غلام اس طشت کو اٹھا کر دربار کی طرف جانے لگا اور طشت کے اوپر کپڑا رکھا ہوا تھا احمد الیتیم نے اس غلام سے کہا کہ یہ طشت تو مجھے لے کر جانا ہے بادشاہ نے میرے ذمّے لگایا ہے اس سے طشت لے کر جب احمد بادشاہ کے سامنے پہنچا تو بادشاہ حیرت سے اس کو دیکھنے لگا کہ جس کو مروانا تھا وہ تو زندہ کھڑا ہوا ہے جب

کپڑا اٹھایا تو اس وقت احمد پر سکتہ طاری ہو گیا یہ کیا اس کے اندر آدمی کا سر رکھا ہوا ہے یہ سر تو اسی غلام کا ہے جس کو میں نے طشت دیا تھا اب اس کو سمجھ میں آیا کہ یہ تو مجھے مروانے کی کوشش کی گئی تھی تو بادشاہ نے احمد سے کہا کہ یہ تو تو سمجھ گیا کہ اصل میں قتل کس کو ہونا تھا لیکن یہ جو قتل ہوا ہے کیا اس کے بارے میں تو کچھ جانتا ہے، انہوں نے کہا کہ بادشاہ اگر آپ پوچھتے ہو تو میں بتا دیتا ہوں، میں نے تو چھپانے کی کوشش کی تھی لیکن اصل واقعہ یہ ہے۔ انہوں نے پوری داستان سنا دی، اب بادشاہ نے اپنی لونڈی کو بلوا کر پوچھا کہ سچّی بات بتاؤ کہ یہی غلام تیرا عاشق اور بدمعاش تھا لونڈی نے اقرار جرم کر لیا بادشاہ نے احمد سے کہا کہ اب تو اپنے ہاتھوں سے اس کا سر قلم کر دو چنانچہ پھر احمد نے اس کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا۔

آدمی کی نادانی

آدمی سمجھتا ہے میں نے گناہ کر لیا کس کو پتہ چلا پھر اکڑ کر کہتا ہے کہ لو دیکھا جائے گا نہیں! سب کا رب اوپر ہے تو نے جس کیساتھ گناہ کیا ہے جس کی عزت خراب کرنے کی کوشش کی ہے جس کا مال لوٹنے کی کوشش کی ہے یا جس کیساتھ تو نے بدمعاشی کی ہے اس کا رب تو دیکھ رہا ہے اس کے باپ نے نہیں دیکھا تو کیا ہوا اس کے بھائی نے نہیں دیکھا تو کیا ہوا دکان کے مالک نے نہیں دیکھا تو کیا ہوا ان کا رب تو اوپر سے دیکھ رہا ہے باپ کی محبت تو کم ہے رب کی زیادہ ہے مالک دکان کو اپنے مال کی اہمیت کم ہے رب کو زیادہ ہے، تو نیچے کیا کر رہا ہے سب کچھ وہ اوپر سے دیکھ رہا ہے، اگر تو نے رُو رُو کر اپنے رب کو نہیں منایا اور اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کی تو یاد رکھ تجھے نہیں چھوڑے گا اللہ تعالیٰ کا قہر ہر وقت تمہارے سر کے اوپر منڈلاتا رہے گا اور کسی بھی وقت یہ قہر نازل ہو کر تمہیں جہنّم تک پہنچا دے گا اس لئے جلدی توبہ کرو ؎

تنہائیوں میں شب کی کر منتیں تو رب کی
داغ گناہ دھولے آنسو بہا بہا کر

ولایت صدّیقیت کی بنیاد

میرے دوستو! افضل عبادت تین اعمال ہیں۔
۱۔فرائض واجبات اور سنن موکدہ کو پورا کرنا۔
۲۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ان کاموں بچنا سے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔
دو افضل اعمال تو یہ ہوئے۔ تیسرا افضل عمل

رزق حلال کمانا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبروںؑ کو حکم فرمایا **یاایھا الرسل کلو امن الطیبات واعملوا صالحا(سورۃ المومنون آیت ۱ ۵)** (اے رسولو! پاکیزہ کھاؤ اور نیک اعمال کرو) قرآن مجید کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کی توفیق بھی رزق حلال کھانے پر ہوتی ہے۔

رزق تو ماں کے پیٹ میں ہی مقرر کردیا جاتا ہے رزق انسان کو ایسے تلاش کرتا ہے جیسے موت تلاش کرتی ہے حصہ مقررہ پہنچ کر رہے گا یہ انسان بے صبری اور طمع میں حلال کو حرام کرلیتا ہے اگر صبر کرے اور انتظار کرے تو حلال ذریعے سے رزق پہنچ جائے

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ جب بغداد میں طالب علم تھے تو ایک مرتبہ فاقے کی نوبت آگئی تین دن تک کھانے کو کچھ میسر نہ ہوا تیسرے دن بغداد کے نواح میں ایک مسجد میں ظہر کے وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات اور آہ وفغاں میں مشغول تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ایک طرف بیٹھ کر اپنے توشہ دان سے کھانا نکال کر کھانے لگا کھانے سے فارغ ہو کر اس نے حضرت کو مخاطب کر کے کہا کہ میں جیلان سے آیا ہوں عبدالقادر نامی نوجوان کی تلاش میں ہوں ان کی والدہ نے ان کے لیے رقم بھیجی ہے آج دس دن ہوگئے تلاش کرتے لیکن کچھ پتہ نہیں چل رہا آپ کو کچھ علم ہو آپ اسکی بات سن کر رونے لگے اور کہا میں ہی ہوں اور دربار الٰہی میں آہ بھر کر کہا اے اللہ تعالیٰ! عبدالقادر رزق

کے لیے پریشان ہےاور رزق اسے دس دن سے تلاش کر رہا ہے۔

یہ تین چیزیں جس کو میسر ہو جائیں میں قسم کھا کے کہتا ہوں، میں نہیں کہتا میرے بڑے قسم کھاتے ہیں، میرے بڑے نہیں ان کے بڑے قسم کھاتے چلے گئے یہ آدمی نہ صرف ولی بلکہ ولی صدّیق بن جائے گا، معمولی ولی نہیں ولایت کا وہ مقام جو آخری مقام ہے وہ مقام صدیقیت ہے اس مقام پر فائز ہونے والے کبھی بھی آخرت میں نہیں پچھتائیں گے۔ باقی سب پچھتائیں گے کافر پچھتائیں گے کہ کاش مسلمان ہو جاتے، مسلمانوں میں گناہگار پچھتائیں گے کہ نیک ہو جاتے، نیک پچھتائیں گے کہ اصحاب الیمین میں بن جاتے، اصحاب الیمین پچھتائیں گے کہ مقربین بن جاتے، مقربین پچھتائیں گے کہ ہم شہداء میں ہو جاتے، شہداء پچھتائیں گے کہ ہم صدیقین میں ہو جاتے، صدیقین وہ جماعت ہے جو شاداں وفرحاں جائے گی کیونکہ صدیقیت کے اوپر تو نبوت شروع ہو جاتی ہے نبوت کے بعد سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے۔

صدّیق اکبرؓ کا منکر

صدیقین کے سردار سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا اگر کوئی منکر ہے تو بالاتفاق اہل سنّت والجماعت وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس لئے کہ نبی کے بعد صدیق کا مقام ہے صدیق اکبرؓ اسی لئے کہتے ہیں اکبر بڑے صدیق وہ تھے باقی صدیقین کی جماعت قیامت تک آئے گی۔

مقام صدیق کا تا قیامت رہنا

مجھ سے ایک دوست نے کہا صدیق تو ایک ہی ہیں آپ کہتے ہے کہ ہر زمانے میں صدیق ہوتے ہیں میں نے کہا آپ نے قرآن نہیں پڑھا قرآن نے کیا کہا ہے من النبیّین والصدّیقین نبیوں میں سے صدیقین میں سے میں نے کہا قرآن تو جمع استعمال کر رہا ہے من الصدیقین یعنی قیامت تک آنے والے صدیق، والشہداء قیامت تک آنے والے شہداء، والصّالحین قیامت تک آنے والے نیک

لوگ وحسن اؤلئک رفیقا اگر تجھے دوستی کرنی ہے تو ان سے دوستی کرنا کسی اور طبقے سے دوستی نہ کرنا دوست بنانا ہے تو ان کو بنانا نبی کو دوست بناؤ گے تو صحابی بن جاؤ گے صحابی کو دوست بناؤ گے تو تابعی بن جاؤ گے تابعی کو دوست بناؤ گے تو تبع تابعی بن جاؤ گے اور کسی نیک انسان کو دوست بناؤ گے تو ولی اللہ بن جاؤ گے وحسن اولئک رفیقا قرآن نے کہا ہے یہ بہترین رفیق ہیں جو دنیا میں بھی تیرے لئے روئیں گے اور آخرت میں بھی تیری فکر کریں گے۔

منہ خُم کے ہیں کھلے ہوئے

ایک واقعہ بیان کر کے ختم کرتا ہوں اگر تھوڑا لمبا بھی ہو جائے تو صبر کرنا کیونکہ اگلے سوموار کو چھٹی دینے کا ارادہ ہے لہٰذا آج اچھی طرح مال لے جاؤ اگر آپ کہتے ہیں مے کش بھی ہیں تلے ہوئے تو پھر ؎

ساقی بھی بے قرار ہے
اور منہ خُم کے ہیں کھلے ہوئے

کیا مطلب؟ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی محبت کے باتیں ہوتی ہیں تو چھما چھم اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے ؎

منہ خُم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے
ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

اس لئے زیادہ طویل نہیں کرنا صرف اللہ والوں سے محبت کرنے اور ان سے تعلّق قائم کرنے کا ایک فائدہ بتلاتا ہوں۔

ابن علوان کا واقعہ

ابن علوان ایک نوجوان تھا بہت ہی نیک تھا کنوارہ نوجوان پہلے گناہوں میں

زندگی بسر کی تھی ایک دن نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک شیطان نے یہ چکّر چلایا کہ رونے کیلئے اپنے ماضی کے گناہوں کو یاد کرو۔

سن لو! شیطان کبھی یہ چکّر بھی چلاتا ہے کہ پچھلے گناہوں کو یاد کروتا کہ رونا آئے فلاں گناہ کو یاد کر کے روؤ گے تو اللہ تعالیٰ کو تجھ پر رحم آئے گا، گناہ کو اس طرح یاد کرنا کہ نفس مزہ لے جائز نہیں اگر چہ توبہ واستغفار کے لئے کیوں نہ ہو، کیونکہ گناہ کو اس طرح یاد کرو گے تو نفس مزہ لیتے لیتے تمھاری گاڑی کو کسی اور طرف لے جائے گا اور ہوسکتا ہے اس کی وجہ سے تم اس سے بڑا گناہ کر بیٹھواس لئے کہتے ہیں گناہ کو مجمل یاد کرواور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لوایک دفعہ صدق دل سے توبہ کرلو، انشاء اللہ تعالیٰ پھراس گناہ کی فکر چھوڑ دواللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والے ہیں، اسلئے کہتے ہیں نہ ماضی کی فکر کر نہ مستقبل کی فکر کر ماضی تیرے ہاتھ سے گیا مستقبل کی خبر نہیں یہ حال تیرے پاس ہے اسی کو قیمتی بنانے کی کوشش کر۔

فوری توبہ کرلو

ابھی اوراسی وقت اس مجمع میں تمام گناہوں سے توبہ کرلو دیر نہ کرو یہ مت سوچو کل سے نیک بن جائیں گے یہ کہہ دو اللہ تعالیٰ ہم ابھی سے تیرے ولی اللہ بننے کیلئے سو فیصد تیار ہیں میں قسم کھا کے کہتا ہوں تمھیں اگر ابھی موت آ گئی تو انشاء اللہ ولی اللہ والی موت آئے گی پتہ نہیں تم صبح تک زندہ رہتے بھی ہو یا نہیں مستقبل تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے ماضی تمھارے ہاتھ سے نکل چکا ہے جو حال ہے یہی تیرا حال ہے اسی حال کو حال بنالے تو تیرا کام بن جائے گا انشاء اللہ یہی نیت کرلو، اللہ تعالیٰ اب تو میں انشاء اللہ ولی صدیق بن کے چھوڑوں گا میرے دوست! اگر ابھی موت آجائے تو کل قیامت والے دن صدیقین کی جماعت میں تیرا حشر ہوگا خدا کی قسم صدیقین کی جماعت میں کھڑا کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں ہے یہ کیوں سوچتا ہے کل سے نماز پڑھوں گا۔

ایک دوست کو میں نے عشاء کے وقت نماز پڑھنے کیلئے کہا تو اس نے کہا

انشاء اللہ کل صبح سے نماز شروع کر دوں گا میں نے اس سے پوچھا تو صبح تک زندہ رہے گا اس کا تیرے پاس کیا سرٹیفیکیٹ ہے اس لئے کہتے ہیں جو حال ہے اسی کو قیمتی بنانے کی فکر کرو۔

ہر دن کو غنیمت سمجھو

جب سورج طلوع ہو تو یہ سوچ لیا کرو آج کا دن ہمارا ہے معلوم نہیں کل تک زندہ ہوں گے یا شام تک ہماری موت آجائے گی جو وقت ملے اسی کو غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرو سوچو شاید میں آج ہی مر جاؤں تو میرا کام بن جائے ہر رات سوچو اس کو مہلت سمجھو کہ آج مجھے ایک دن اور مل گیا میں کچھ کرلوں پتہ نہیں کل تک زندہ رہوں گا بھی کہ نہیں کتنے لوگ کل تک جو آپ کے اور میرے ساتھ تھے آج نہیں ہیں آج ہیں کل نہیں ہوں گے نہ ماضی تیرے ہاتھ میں ہے نہ مستقبل تیرے ہاتھ میں ہے، ماضی اب یہ لوٹ کر نہیں آئیگا اور مستقبل کا بھی کوئی بھروسہ نہیں کہ آئے گا یا نہیں، انگریزی کی ایک مثال ہے، تھوڑی سی انگریزی سنادوں پتہ چلے کہ مولوی کو بھی انگریزی آتی ہے انگریزی سنانا مقصد نہیں ہے مثال دینا مقصد ہے، ہم نے اسکول کے زمانے میں پڑھی تھی انگریزی کی مثال ہے۔

"A bird in hand is better than two in the bush."

''کہ ایک پرندہ جو تیرے ہاتھ میں ہے ان دو پرندوں سے بہتر ہیں جو جھاڑی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔'' کیا مطلب؟ یعنی جو نعمت تجھے اس وقت ملی ہے اسکی قدر کر بس ایک مرتبہ توبہ کرلو اور ماضی کے تمام گناہوں کو بھول جاؤ اگر بار بار پیچھے جاؤ گے تو شیطان وہیں پر ہی پھنسا لے گا۔

کچے اور پکے آدمی میں فرق

اس لئے کہتے ہیں کہ کچے آدمی کیلئے گناہوں کو یاد کرنا جائز نہیں ہے یہ پختہ

لوگوں کا کام ہے جن کا نفس مہذب ہوجاتا ہے اگر وہ گریہ وزاری کرنے کیلئے اپنے پچھلے گناہوں کو یاد کرے تو ان کو نفس نقصان نہیں دیتا کیونکہ وہ ہر وقت نیکی میں رہتا ہے لیکن کچے آدمی کا نفس تو ابھی ابھی گناہوں کو چھوڑ کر آیا ہے جس طرح چھوٹے بچوں کو دودھ چھڑائے جانے کے فوراً بعد ماں اس بچے کو دوبارہ پستان دکھا دے تو وہ بچہ دوبارہ پینا شروع کردے گا، ہاں جب دودھ پینا بھول جائے گا اور یہ سمجھ جائے گا کہ اب ماں کا دودھ میرے لئے نہیں ہے تو پھر ماں اپنے سینے سے چپٹا بھی لے گی تو اس کو کبھی بھی دودھ پینے کا خیال نہیں آئے گا۔

ابن علوان کا قصہ

تو خیر ابن علوان نماز پڑھ رہے تھے ان کو اپنا ایک گناہ یاد آگیا اب بظاہر وہ دل میں کیفیت لانا چاہتا تھا لیکن نفس گرم ہوگیا اور اسی گناہ کے خیال میں اس کا جذبہ شہوت تھوڑا سا بھڑکا، لیکن جلدی ہی ان کو احساس ہوگیا لیکن جب نماز سے فارغ ہوا تو زور سے زمین پر گر پڑا اور جسم سیاہ ہوگیا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا تھی، لیکن اس کی نیکیوں کی وجہ سے سزا کم تھی کہ اس کے دل پر اثر نہیں ہوا صرف جسم سیاہ ہوا۔

کہتے ہیں گناہوں کی نحوست اتنی خطرناک ہے کہ اس اثر کو اگر اللہ تعالیٰ دل پر ڈال دے تو دل کی نورانیت ختم ہوجائے، تین دن تک گھر میں چھپے رہے اب اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنے لگے دن میں بیس بیس دفعہ صابن سے نہانے لگے لیکن رنگ اور کالا ہوتا جارہا تھا، اب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور خوب روتے اور کہتے یا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردو، میں تو شکل دکھانے کے قابل نہ رہا، تین دن کے بعد رنگ سفید ہوگیا۔ ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ کا خادم پہنچا ابن علوان رقّہ میں رہتا تھا اور حضرت جنید بغدادیؒ بغداد شہر میں رہتے تھے تقریباً چالیس میل کا فاصلہ تھا، خادم نے آکر پیغام دیا کہ حضرت نے بلایا ہے ان کا حضرت بغدادی سے تعلّق تھا بہت گھبرا گئے حضرت کی خدمت میں پہنچتے ہی گریہ طاری ہوگیا رونے لگ گئے حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا تجھے شرم وحیا نہیں آتی عین عبادت کے وقت اللہ تعالیٰ کو خوش

کرنے کے بجائے تو اپنے نفس کو خوش کرتا ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ زاری نہ کرتا تو پتہ نہیں شاید تیری موت تک اس سزا کے آثار تیرے اوپر رہتے لیکن اس دن سے میں بھی پریشان ہوں اللہ تعالیٰ کے سامنے رورہا ہوں بڑی مشکل سے تیری معافی کے آثار ظاہر ہوئے ہیں یہ سن کر ابن علوان بڑا حیران ہوا اور کہا کہ حضرت آپ کو کیسے پتہ چلا حضرت نے فرمایا تو میرے پاس آتا جاتا ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر الہام کردیا اور خواب کے ذریعے مجھے تیرے حال سے آگاہ کردیا کہ اس نے یہ گناہ کرلیا ہے اب تو بھی اس کے ساتھ زور لگا تا کہ تیری دعاوؤں کی برکت سے اس کی توبہ قبول ہوجائے پھر حضرت نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھے بڑی سزا دینا چاہتے تو اس سیاہی کو تیرے دل کے اندر منتقل کردیتے پھر تجھ سے احساس توبہ سلب ہوجاتا، شکر کر صرف تیرا جسم سیاہ ہوا تھا اب تیرا کام بن گیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھنا، ابن علوان رونے لگ گیا۔ یہ ہے نیک لوگوں سے تعلّق قائم کرنے کا فائدہ۔

امام رازیؒ کا واقعہ

امام فخر الدین رازیؒ جو بہت بڑے مفسّر قرآن اور تفسیر کبیر کے مصنّف ہیں یہ مشہور بزرگ حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے بیعت تھے اور اپنے شیخ سے سینکڑوں میل دور رہتے تھے ان کا جب انتقال ہونے لگا اور موت کے آثار ظاہر ہوئے تو شیطان بہکانے کیلئے پہنچ گیا اور امام رازیؒ سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل مانگنے لگا امام رازیؒ دلیل پیش کرنے لگے نناوے دلیلیں پیش کیں لیکن شیطان نے ایک ایک کر کے سب دلیلوں کو توڑ دیا اس میں نقص اور کمزوری پیدا کردی، امام صاحب گھبرا گئے یہ کیا ہوگیا حضرت نجم الدین کبریٰؒ وضو فرمارہے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی وقت منکشف کردیا کہ میاں دیکھ تیرا مرید رازی نزع کے عالم میں ہے اور شیطان نے گھیر لیا ہے حضرت نجم الدین کبریٰؒ نے زور سے لوٹے کو زمین پر مار کر کہا اے رازی! کہہ کہ میں اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہوں بغیر کسی دلیل کے، کہتے ہیں یہ آواز امام رازیؒ کے کان میں پہنچی انھوں نے فوراً کہا اے شیطان میں اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہوں بغیر دلیل کے، اس کے

بعد امام رازیؒ کو موت آ گئی اور سوء خاتمہ سے بچ گئے۔

ولی اللہ کی کرامت

یہ نجم الدین کبریٰ کی کرامت تھی اس میں عقل کے گھوڑے نہ دوڑانا، دیکھو قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصّہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَمّا فَصَلَتِ العیرُ قال ابوھم انی لاجِدُ ریح یوسف لولا ان تُفَنّدون (الآیۃ۹۴ پارہ۱۳،سورۃ یوسف) وَلَمَّا فَصَلَتِ العِیر جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض لے کر مصر سے قافلہ چلا تو ہزاروں میل دور حضرت یعقوب علیہ السلام فرما رہے ہے اِنّی لا جِدُ رِیحَ یُوسُفَ لَولا اَن تُفَنِّدون مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم لوگ مجھے سٹھیایا ہوا نہ سمجھو۔ میرے دوستوں یہ ہوائیں بھی اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں وہ اگر چاہے تو ایک ایک لفظ کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دے۔

ابراہیم علیہ السلام آواز لگا رہے ہیں کہ لوگو حج کرو تو پوری دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز گونجی اگر اللہ تعالیٰ کے کسی ولی پر کوئی کرامت ظاہر ہو جائے تو اپنی عقل مت لڑاؤ، اس لئے کہ نبی کا جو معجزہ ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ پر کرامت بنا دیتے ہیں۔

معیت صادقین

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے! کُونُو مَعَ الصَّادِقِین سچوں کی صحبت اختیار کرو دیکھو نیک لوگوں کیساتھ جڑے رہو گے تب ہی ایمان بچے گا ورنہ شیطان اور نفس تباہ و برباد کردے گا۔ وَحَسُنَ اُؤلَئِکَ رَفِیقَا یہ بہترین دوست ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

﴿واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلین﴾